۴۔ شیواجی مہاراج سے قبل کا مہاراشٹر

سترھویں صدی عیسوی کے آغاز میں مہاراشٹر کے زیادہ تر علاقے احمد نگر کے نظام شاہ اور بیجاپور کے عادل شاہ کے قبضے میں تھے۔ خاندیش میں مغلوں کی آمد ہوچکی تھی۔ جنوب میں اپنی حکومت کو وسعت دینا ان کا مقصد تھا۔ کوکن کے ساحلی علاقوں پر افریقہ سے آئے ہوئے سِدّیوں کی بستیاں تھیں۔ اسی دوران یورپ سے آنے والے پرتگالیوں، فرانسیسیوں اور ولندیزیوں (ہالینڈ کے رہنے والے) کے درمیان اقتدار کے لیے رسّہ کشی اور بحری مقابلہ آرائی زوروں پر تھی۔ ان میں اپنے کاروبار اور تجارت کے فروغ کے لیے تجارتی منڈیوں پر قبضہ کرنے کی مقابلہ آرائی جاری تھی۔ مغربی ساحل پر واقع گوا اور وسئی پر پہلے ہی پرتگالی قابض تھے۔ دوسری طرف انگریزوں، فرانسیسیوں اور ولندیزیوں نے اپنی تجارتی کمپنیوں کے ذریعے گوداموں کے حصول کے لیے بھارت میں داخلہ حاصل کرلیا تھا۔ یہ تمام حکومتیں ایک دوسرے سے مقابلہ آرائی کرتیں اور خود کو محفوظ رکھنے کی کوششیں کرتی تھیں۔ ساتھ ہی وہ ممکنہ طور پر اپنی بالادستی قائم کرنے کی فکر میں رہتیں۔ اس رسہ کشی اور مقابلہ آرائی کی وجہ سے مہاراشٹر میں عدم استحکام اور عدم تحفّظ کا ماحول پیدا ہوگیا۔ یورپ سے آنے والے لوگوں کو ان کی ٹوپیوں کی وجہ سے 'ٹوپ کر' کہا جاتا تھا۔

شیواجی مہاراج سے قبل کے عہد کی عوامی بستیوں، عوام اور حکمرانوں کے درمیان رابطہ کار افسران، بازار، کاریگر وغیرہ کی نوعیت سمجھنے کے لیے گاؤں، موضع، قصبہ اور پرگنہ جیسے جغرافیائی مقامات سے تعارف حاصل کرنا ضروری ہے۔ پرگنہ کئی گاووں کا مجموعہ ہوتا تھا۔ عام طور پر پرگنہ کے صدر مقام کو قصبہ کہا جاتا تھا۔ قصبے سے چھوٹے گاؤں کو موضع کہا جاتا تھا۔ اب ہم ترتیب کے ساتھ گاؤں (موضع)، قصبہ اور پرگنہ کے بارے میں مختصر معلومات حاصل کریں گے۔

گاؤں (موضع) : بہتیرے لوگ گاؤں ہی میں رہتے تھے۔ گاؤں کو موضع بھی کہا جاتا تھا۔ گاؤں کے مکھیا کو پاٹل کہا جاتا تھا۔ پاٹل کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ گاؤں کے زیادہ سے زیادہ لوگ اپنی زمینوں پر فصل اُگائیں۔ گاؤں میں جھگڑے اور تنازعے ہوتے تھے لہٰذا گاؤں میں امن قائم رکھنے کی ذمہ داری پاٹل ہی کی ہوتی تھی۔ پاٹل کو اس کے کاموں میں 'کلکرنی' مدد کرتا تھا۔ کلکرنی کا کام تھا جمع شدہ محصول کا اندراج کرنا۔ گاؤں میں مختلف کاریگر ہوا کرتے تھے۔ خاندانی روایت کے مطابق ان کو پیشے سے متعلق حقوق حاصل ہوتے تھے۔ کاریگروں کو خدمات کے عوض کسانوں سے اناج کی شکل میں کچھ حصہ مل جاتا تھا۔ اسے بلوتا کہتے تھے۔

قصبہ : بڑے گاؤں کو قصبہ کہا جاتا تھا۔ عام طور پر پرگنہ کے صدر مقام کو قصبہ کہا جاتا تھا مثلاً اِنداپور پرگنہ کا صدر مقام اِنداپور قصبہ، وائی پرگنہ کا صدر مقام وائی قصبہ۔ گاؤں کی طرح قصبے کے لوگوں کا اہم پیشہ بھی زراعت ہی ہوتا تھا۔ وہاں بڑھئی، لوہار جیسے ماہر کاریگر بھی ہوا کرتے تھے۔ قصبے سے بازار جڑے ہوتے تھے۔ شیٹے اور مہاجن بازار کے وطن دار ہوا کرتے تھے۔ ہر گاؤں میں بازار نہیں ہوتے تھے لیکن گاؤں میں بازار بسانے کی ذمہ داری شیٹے اور مہاجن کی ہوا کرتی تھی جس کے لیے انھیں حکومت سے زمین اور گاؤں والوں کی طرف سے کچھ حقوق ملا کرتے تھے۔ بازاروں کا حساب کتاب دیکھنے کا کام مہاجن کیا کرتے تھے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

جیجابائی کے حکم کے مطابق پونہ کے نزدیک پاشان کے مقام پر ایک بازار بسایا گیا۔ اسے جیجاپور کہا جاتا ہے۔ مال پورا، کھیل پورا، پرس پورا، وِٹھاپورا، اس کے علاوہ مالوجی، کھیلوجی، پرسوجی اور وِٹھوجی کے نام سے اورنگ آباد میں بسائے گئے نئے بازار ہیں۔ 'کھیڑ' سے جڑے ہوئے 'شیواپور بازار' کو شیواجی نے بسایا تھا۔

یہ بھی جان لیجیے!

ایک ہی نام کے دو گاؤں کو علیحدہ اور آزاد بتانے کے لیے ان گاؤں کے نام کے آگے 'بزرگ' اور 'خُرد' الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اصل گاؤں کو 'بزرگ' اور نئے گاؤں کو 'خرد' کہا جاتا ہے مثلاً وڈگاؤں بزرگ اور وڈگاؤں خرد۔

پرگنہ : پرگنہ کئی گاووں پر مشتمل ہوتا تھا لیکن پرگنہ میں شامل گاووں کی تعداد متعین نہیں ہوتی تھی۔ مثلاً پونہ پرگنہ بڑا پرگنہ تھا جس میں ۲۹۰ رگاؤں تھے وہیں چاکن پرگنہ میں ۶۴ رگاؤں تھے۔ شِرول پرگنہ چھوٹا پرگنہ تھا جو صرف ۴۰ رگاؤں پر مشتمل تھا۔ دیشمکھ اور دیشپانڈے پرگنہ کے وطن دار افسر ہوا کرتے تھے۔ دیشمکھ پرگنہ کے پاٹلوں کا سربراہ ہوا کرتا تھا۔ گاؤں کی سطح پر جو کام پاٹل کیا کرتا تھا وہی کام پرگنہ کی سطح پر دیشمکھ کیا کرتا تھا۔ اسی طرح پرگنہ کے تمام کلکرنیوں کا سربراہ دیشپانڈے ہوا کرتا تھا۔ گاؤں کی سطح پر جو کام کلکرنی کرتا تھا وہی کام پرگنہ کی سطح پر دیشپانڈے کرتا تھا۔ یہ وطن دار افسران عوام اور حکمرانوں کے درمیان رابطے کی کڑی ہوا کرتے تھے۔

پرگنہ کے گاووں پر کسی آفت کے آنے یا قحط جیسے حالات پیدا ہونے کی صورت میں حکمرانوں تک عوام کی بات پہنچانے کا کام وطن دار کیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی وطن دار اپنے اختیارات کا غلط استعمال بھی کرتے تھے۔ کبھی وہ عوام سے زیادہ پیسا وصول کرتے اور کبھی عوام سے وصول کیے ہوئے پیسے کو حکمرانوں تک پہنچانے میں جان بوجھ کر دیر کرتے۔ اس صورتِ حال سے عوام کو بڑی پریشانی اُٹھانی پڑتی تھی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

وطن عربی زبان کا لفظ ہے۔ مہاراشٹر میں خاندانی روایت کے مطابق مستقل طور پر مصرف میں رہنے والی محصول سے بری زمین کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

قحط کی مصیبت : زراعت بارش پر منحصر ہوتی تھی۔ بارش نہ ہونے کی صورت میں فصل پیدا نہیں ہوتی تھی۔ نتیجتاً غلہ اور اناج کی قیمتیں بڑھ جاتیں۔ لوگوں کے لیے اناج حاصل کرنا مشکل ہوجاتا۔ جانوروں کو چارا نہیں ملتا تھا۔ پانی کی قلّت ہوجاتی۔ لوگوں کے لیے گاؤں میں رہنا مشکل ہوجاتا اس لیے وہ گاؤں چھوڑ دیتے۔ لوگ نقل مکانی کے لیے مجبور ہوجاتے۔ قحط کو عوام ایک بڑی مصیبت اور آفت خیال کرتے تھے۔

مہاراشٹر میں ایسا ہی ایک بھیانک قحط ۱۶۳۰ء میں پڑا تھا۔ اس قحط سے لوگ بری طرح خوف زدہ ہوگئے۔ اناج کی شدید قلّت ہوگئی۔ روٹی کے ایک ٹکڑے کے لیے لوگ خود کو بیچنے کے لیے تیار تھے لیکن کوئی خریدنے والا نہیں ملتا۔ خاندان کے خاندان تباہ ہوگئے۔ مویشی ہلاک ہوگئے۔ زراعت ختم ہوگئی۔ صنعتیں برباد ہوگئیں۔ معاشی معاملات بگڑ گئے۔ لوگ در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہوگئے۔ تباہ حال عوامی زندگی کو دوبارہ بحال کرنا ایک بڑا چیلنج تھا۔

وارکری فرقے کی خدمات : ضعیف الاعتقادی اور رسومات کی سماج پر بہت مضبوط گرفت تھی۔ لوگ تقدیر پرستی کی بھینٹ چڑھ چکے تھے۔ ان کا جوشِ عمل سرد پڑ گیا تھا۔ عوام کی حالت دگرگوں اور بدتر تھی۔ ایسی حالت میں عوام میں بیداری پیدا کرنے کا کام مہاراشٹر کے وارکری فرقے نے انجام دیا۔

مہاراشٹر میں سنت نامدیو، سنت گیانیشور وغیرہ سے شروع ہونے والی سنتوں کی روایت کو سماج کے مختلف طبقات کے سنتوں نے جاری رکھا۔ سنتوں کی اس روایت میں سماج کے مختلف طبقات کے لوگ شامل تھے۔ مثلاً سنت چوکھا میلا، سنت گوروبا، سنت ساوتا، سنت نرہری، سنت سینا، سنت شیخ محمد وغیرہ۔ اسی طرح سنتوں کی ٹولی میں سنت چوکھوبا کی بیوی سنت سوئرا بائی اور ان کی بہن سنت نرملا بائی، سنت مُکتا بائی، سنت جنا بائی، سنت کانہو پاترا، سنت بہنا بائی سیؤرکر جیسی خواتین بھی شامل تھیں۔ پنڈھرپور اس تحریک کا مرکز تھا۔ وِٹھل ان کے بھگوان تھے۔ پنڈھرپور کی چندر بھاگا ندی کے کنارے سنتوں کی یہ ٹولی عقیدت کے سمندر میں غوطے لگاتی۔ وہاں بھجن کیرتن اور لنگر کے توسط سے مساوات کی تبلیغ کی جاتی تھی۔

سنت نامدیو : سنت نامدیو وارکری فرقے کے اہم سنت تھے۔ وہ ایک اعلیٰ منتظم تھے اور عمدگی سے کیرتن گاتے تھے۔ اپنے کیرتنوں کے ذریعے انھوں نے ہر ذات کے مرد وزن کو متحد کرکے ان میں مساوات کے جذبے کو بیدار کیا۔ **'کیرتن کے رنگ میں ڈوب کر ناچیں - ساری دنیا میں علم کے دیپ جلائیں'** یہ اُن کا عہد تھا۔ ان کے ابھنگ بہت مشہور ہیں۔ ان کی تعلیمات نے بہت سے دیگر سنتوں اور عوام پر گہرا اثر ڈالا۔ وہ اپنے نظریات کی تبلیغ کرتے ہوئے پنجاب تک جا پہنچے تھے۔ ان کے لکھے ہوئے اشعار (پدیں) سکھوں کی مذہبی کتاب 'گرو گرنتھ صاحب' میں شامل ہیں۔ انھوں نے بھاگوت مذہب کے پیغام کو گاؤں گاؤں پہنچانے کا کام کیا۔ انھوں نے پنڈھرپور میں وٹھل مندر کے صدر دروازے کے سامنے سنت چوکھا میلا کی سمادھی تعمیر کی۔ یہ ان کا ناقابلِ فراموش کارنامہ ہے۔

سنت نام دیو

سنت گیانیشور : سنت گیانیشور کا شمار وارکری فرقے کے اہم سنتوں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے سنسکرت کتاب 'بھگود گیتا' کے مطلب کی وضاحت کرنے والی کتاب 'بھاوارتھ دیپکا' یعنی گیانیشوری کی تخلیق کی۔ اسی طرح انھوں نے امرت انوبھو نامی کتاب بھی لکھی۔ انھوں نے اپنی کتابوں اور ابھنگوں کے ذریعے بھکتی مارگ کی اہمیت کو واضح کیا۔ انھوں نے ایسے مذہبی اعمال کی تبلیغ کی جس پر ایک عام انسان بھی عمل کرسکے۔ انھوں نے وارکری فرقے کو مذہبی وقار عطا کیا۔ انتہائی ناسازگار حالات میں زندگی گزارنے کے باوجود انھوں نے صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا اور اپنی زندگی میں کبھی تلخی نہیں آنے دی۔ گیانیشوری کا 'پسائدان' اعلیٰ اخلاقی قدروں کا بہترین نمونہ ہے۔ گیانیشور کے بھائی سنت نیورتی ناتھ اور سنت سوپان دیو اور بہن مکتا بائی کی شاعری بھی بہت مشہور ہے۔

سنت گیانیشور

سنت ایکناتھ : سنت ایکناتھ مہاراشٹر کی بھکتی تحریک کے ایک پُر وقار سنت کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ ان کا تخلیق کردہ ادب وافر اور مختلف النوع ہے۔ اس میں ابھنگ، گوڑنی، بھاروڑ (لوک گیت / روایتی گیت) وغیرہ شامل ہیں۔ انھوں نے نہایت آسان طریقے سے بڑی وضاحت کے ساتھ بھاگوت دھرم کو پیش کیا۔ بھاوارتھ رامائن میں رام کتھا کے ذریعے انھوں نے عوامی زندگی کی تصویر کشی کی ہے۔ انھوں نے سنسکرت کتاب بھاگوت کے عقیدت پر مبنی حصے کی مراٹھی میں وضاحت کی ہے۔ ان کے ابھنگوں میں محبت اور اپنائیت کی چاشنی پائی جاتی ہے۔ انھوں نے اپنے ذاتی سلوک اور رویے کے ذریعے لوگوں کو دِکھایا کہ زندگی کے اعلیٰ مقصد کے حصول کے لیے دنیا ترک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ صحیح معنوں میں عوامی معلم تھے۔ ان کا ماننا تھا کہ ہماری مراٹھی زبان کسی دوسری زبان سے کم تر نہیں ہے۔ انھوں نے سنسکرت زبان کے پنڈتوں سے سخت لہجے میں پوچھا کہ سنسکرت زبان اگر بھگوان کی زبان ہے تو کیا پراکرت چوروں کی زبان ہے؟ انھوں نے دوسرے مذاہب سے نفرت کرنے والوں پر سخت تنقید کی ہے۔

سنت ایکناتھ

سنت تکارام : سنت تکارام پونہ کے نزدیک دیہو کے رہنے والے تھے۔ ان کے ابھنگ شاندار اور خوشیوں سے پُر ہیں۔ ان کے ابھنگ نہایت اعلیٰ شعری معیار کے حامل ہیں۔ سنت

سنت تکارام

تکارام کی کتاب 'گاتھا' مراٹھی زبان کا انمول ورثہ ہے۔ وہ کچلے ہوئے مظلوموں میں خدا کا جلوہ دیکھنے کی نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں **''جو کچلے ہوئے اور مصیبت کے مارے ہوؤں کو اپناتا ہے وہی صحیح معنوں میں سادھو ہوتا ہے اور یہ جان لیجیے کہ وہیں خدا ہوتا ہے۔''** انھوں نے اپنے نظریات کے پیش نظر لوگوں کو دیے ہوئے قرض کے اپنے تمام کاغذات اندرائنی ندی میں بہا کر کئی خاندانوں کو قرض سے نجات دلائی۔ انھوں نے سماج میں پھیلی ہوئی منافقت اور ضعیف الاعتقادی پر کڑی تنقید کی۔ انھوں نے عقیدت کو اخلاق سے جوڑنے پر زور دیا۔ **''جوڑونیا دھن اُتّم ویوہارے، اداس وچارے ویچ کری''** اس طرح ان کی تعلیمات کو سنسکرت میں مختصراً بیان کیا گیا ہے۔ سماج کے کچھ وہمی اور بدخواہ لوگوں نے سنت تکارام کی عوامی بیداری کی کوششوں کی مخالفت کی۔ ان کا کہنا تھا کہ سنت تکارام کو بنیادی طور پر ابھنگ کہنے کا حق حاصل نہیں ہے یہ دلیل دے کر انھوں نے تکارام کی شاعری کی بیاضیں اندرائنی ندی میں غرق کر دیں۔ سنت تکارام نے نہایت صبر کے ساتھ ان کی مخالفت کا جواب دیا۔

سنت تکارام کے شاگرد اور معاونین مختلف ذاتوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں کچھ اہم نام ناوجی مالی، گونرشیٹ وانی، سنتاجی جگناڈے، شیوبا کاسار، بہنابائی سیؤرکر، مہادجی پنت کلکرنی وغیرہ ہیں۔

گنگارام پنت موال اور سنتاجی جگناڈے نے سنت تکارام کے ابھنگوں کو تحریر کر کے محفوظ کر دیا۔ ان دونوں کا یہ ایک اہم کارنامہ ہے۔

سنتوں کی خدمات کا ثمرہ : سنتوں نے عوام کو مساوات کا سبق پڑھایا۔ انسانیت اور آدمیت کی تعلیم دی۔ انھوں نے لوگوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنا اور یکجہتی کے ساتھ رہنا سکھایا۔ ان کے کارناموں کی وجہ سے عوام میں بیداری اور شعور پیدا ہوا۔ طرح طرح کی قدرتی آفات، قحط و خشک سالی جیسے حالات کے باوجود حوصلہ اور ہمت کے ساتھ زندگی گزارنے کی ان کی تعلیمات کی وجہ سے عوام کو بڑا سہارا ملا۔ ان کے انھی کاموں کی وجہ سے مہاراشٹر کے لوگوں میں خوداعتمادی پیدا ہوئی۔

سماج میں مذہب انحطاط پذیر تھا۔ ایسے وقت سنتوں نے آگے بڑھ کر سماج کو تحفظ فراہم کیا اور انھیں مذہب کے صحیح مفہوم سے واقف کروایا۔

لوگوں کے بیچ رہ کر ان کے سکھ دکھ معلوم کر کے بھکتی مارگ کی حمایت کی۔ ایسے وقت کچھ شدت پسند لوگوں کی جانب سے ان کی مخالفت کی گئی تو انھوں نے اس مخالفت کو برداشت کرنا بھی اپنی ذمہ داری سمجھا۔ ''تکا کہتا ہے وہی سنت ہے جو دنیا کے دیے ہوئے صدموں کو برداشت کرتا ہے۔'' ان الفاظ میں تکارام نے سچے سنتوں کی پہچان بیان کی۔

شاستریوں اور پنڈتوں کی نامانوس زبان میں پائے جانے والے مذہب کو سنتوں نے عوامی زبان میں پیش کیا۔ انھوں نے روزمرہ کی زبان میں خدائی پیغام کو پیش کیا اور لوگوں کو بتایا کہ خدا کی نظر میں سب یکساں ہیں۔ ذات پات اور اونچ نیچ کا گھمنڈ بالائے طاق رکھ کر ساری مخلوق کو خدا کا کنبہ سمجھا جائے اور اسی تناظر میں لوگوں کو دیکھا جائے۔ ان تمام سنتوں کی خدمات میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ بھکتی کرتے ہوئے انھوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی سے منہ نہیں موڑا۔ انھوں نے اپنے کاموں میں خدا کو تلاش کیا۔ '**پیاز، مولی سبزی وِٹھابائی ہے میری**' یہ سنت ساوتا مہاراج نے کہا تھا۔ ان کا یہ قول اگرچہ زراعت سے تعلق رکھتا ہے تب بھی وہ روزمرہ زندگی کے دیگر امور میں بھی قابلِ عمل ہے۔ یہاں لفظ 'وِٹھابائی' وِٹھوبا کے لیے کہا گیا ہے۔ سنتوں نے اپنے اپنے کاموں، پیشوں اور ذمہ داریوں کو نباہتے ہوئے بھکتی، مواعظ اور شاعری کی۔ انھوں نے سماج میں اخلاقی ذمہ داری کا احساس پیدا کیا۔

آئیے، بحث کریں

پنڈھرپور کی یاترا کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر کے مندرجہ ذیل نکات پر بحث کیجیے:

- وارکری فرقے کے لوگ کس مہینے میں پنڈھرپور کی یاترا کے لیے جاتے ہیں؟
- اس یاترا کی منصوبہ بندی کیسے ہوتی ہے؟

رام داس سوامی : رام داس سوامی مراٹھواڑہ کے جامب گاؤں کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے جسمانی توانائی کی اہمیت کو واضح کیا۔ ''مراٹھا تِتو کا میڑواوا ، مہاراشٹر دھرم واڑھواوا'' ان کا یہ پیغام مشہور ہے۔ انھوں نے داس بودھ، کرونا شٹکے اور مناچے شلوک نامی کتابوں کے ذریعے عوام کو عملی تعلیم کا درس دیا۔ انھوں نے عوامی تحریک اور عوامی تنظیم کی اہمیت اُجاگر کی۔ انھوں نے 'سمرتھ' فرقے کی بنیاد ڈالی۔ 'چاپھل' ان کے فرقے کا مرکز تھا۔ انھوں نے رام اور ہنومان کی پرستش کی تبلیغ کی۔ اپنے نظریات کو پھیلانے کے لیے انھوں نے کئی سفر کیے۔

رام داس سوامی

غلامی میں آزادی کی تحریکیں : شیواجی مہاراج سے قبل مہاراشٹر میں عام طور پر سیاسی، سماجی اور ثقافتی حالات کچھ اس طرح کے تھے۔ اس زمانے میں مہاراشٹر عادل شاہی حکومت کے ماتحت تھا جس کی وجہ سے یہاں آزادی نہیں تھی۔ لیکن کچھ لوگ آزادی کے خواب ضرور دیکھ رہے تھے۔ ان لوگوں میں شاہ جی کا نام سرفہرست تھا۔

مشق

(۱) مندرجہ ذیل جدول مکمل کیجیے :

	گاؤں/موضع	قصبہ	پرگنہ
کسے کہتے ہیں؟	....	....	....
افسر	....	....	....
مثال	....	....	....

(۲) معنی بتایئے :

۱۔ بلوتے - ۲۔ بزرگ - ۳۔ وطن -

(۳) تلاش کر کے لکھیے :

۱۔ کوکن کے ساحل پر افریقہ سے آئے ہوئے لوگ ....

۲۔ 'امرت انوبھوٗ' کے مصنف ....

۳۔ سنت تکارام کا گاؤں ....

۴۔ بھاروڑ کے تخلیق کار ....

۵۔ جسمانی توانائی کی اہمیت کو واضح کرنے والے ....

۶۔ خواتین سنتوں کے نام ....

(۴) اپنے الفاظ میں معلومات اور کارنامے لکھیے :

۱۔ سنت نامدیو ۲۔ سنت گیانیشور

۳۔ سنت ایکناتھ ۴۔ سنت تکارام

(۵) قحط کو لوگ ایک بڑی مصیبت کیوں مانتے تھے؟

سرگرمی :

۱۔ وارکری ڈِنڈی یا کسی اچھے مقصد کے لیے نکالے گئے جلوس کی آپ کس طرح مدد کریں گے؟ اس کی منصوبہ بندی کیجیے۔

۲۔ مختلف سنتوں/شاعروں کا کردار ادا کرتے ہوئے ان کی شاعری پیش کیجیے۔

***